محمد اسمٰعیل ذبیح

داڑھی - اِمام - مُلّا

ان دنوں مخصوص نظریات کے حامل بعض بڑے اور چھوٹے اور مرد اور عورتیں سب ہی بطورِ خاص داڑھی، امام اور ملّا کو اپنا نشانہ بنا رہے ہیں اور چونکہ ان میں ایک سابق سرکاری "مولانا" کے سوا کسی کی داڑھی نہیں ہے اور فریق مقابل میں زیادہ لوگ اور ان کے حامی داڑھی والے ہیں اس لیے گویا سیاسی جنگ داڑھی والے اماموں اور ملّاؤں اور بغیر داڑھی والے مسٹر سیاستدانوں کے درمیان ہے اور چونکہ ان مہم بازوں کا مفروضہ یہ ہے کہ حکومت چلانے کے فن اور علم سیاست اور معیشت سے داڑھی والے ملّا نابلد ہیں اس لیے بغیر داڑھی والے ہی اس کو چلانے کا حق رکھتے ہیں۔ چونکہ اس طرح کی گھٹیا اور جاہلانہ بات اب مرکزی پروپیگنڈہ مہم بن گئی ہے اس لیے یہ ضروری ہے کہ ان مسلمان عوام کو جو سادگی کی بنا پر داڑھی، امام اور ملّا کی تاریخی عظمت سے ناآشنا ہیں اور جن کو اپنی تاریخ بلکہ پوری انسانیت کی الہامی، روحانی، علمی اور فضل و کمال کی رفعتوں کا پتہ نہیں ہے۔ مختصراً یہ بتلا دیا جائے کہ جہالت کی کیچڑ اچھالنے والے جو اہانت اور تذلیل داڑھی، امام اور ملّا کی کر رہے ہیں وہ اسلام کے ساتھ بدترین مذاق اور مذہب سے ناواقفیت ہے اور دنیا کے عظیم رجال کے سوانح حیات سے بے خبری ہے۔ یہ عظیم مسلم ثقافت کو برباد کرنے کی ایک شرمناک حرکت ہے جو کوئی قوم جس کا تاریخی تشخص تاریخ عالم پر ثبت ہو ہرگز نہیں کر سکتی۔

اب میں سلسلہ وار انحصار سے داڑھی، امام اور ملّا کی حیثیت تاریخ عالم کے آئینے میں پیش کرتا ہوں۔

۱۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تک ایک لاکھ چوبیس ہزار رسول اور نبی اس زمین پر ہدایت کے لیے تشریف لائے۔ ان میں سے سب کی پُرنور داڑھی تھی۔ اور احادیث میں تو حضور ختمی مرتبت کی مبارک داڑھی کی پوری تفصیلات تک بیان کی گئی ہیں۔ اس طرح ثابت ہوا کہ داڑھی انبیائے کرام کی صفاتِ صوری کا ایک لازمی حصّہ رہا ہے اور وہ کائنات کی سب سے مقدس شکلوں کا نورانی ہالہ ہے۔ پھر جو بھی شخص امتِ محمدیہ میں حضورِ اکرم

کے اتباع میں داڑھی رکھتا ہے وہ داڑھی نہ رکھنے والے مسلمان سے لازماً افضل اور بہتر ہے۔

۲۔ حضورِ ختمی مرتبت صلعم کی پُرانوار داڑھی کی پیروی تمام خلفائے راشدین، تمام صحابہ کرام تمام تابعین اور تمام تبع تابعین نے فرمائی۔ ان میں ہر ایک کی داڑھی تھی حتیٰ کہ خلافت راشدہ کے بعد بنو امیہ، بنو عباس اور بنی فاطمہ کے سلاطین یا خلفاء میں الّا کسی استثناء کے سب کی داڑھیاں تھیں۔

۳۔ مذہبی علم وفضل کے تمام رجال اکبر امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور فقہ جعفریہ کے بانی امام جعفر صادق اور ان کے کروڑوں متبعین میں غالب اکثریت موجودہ مغربی تہذیب کی یلغار سے پہلے تک داڑھی کو نشانِ اسلام سمجھتی رہی ہے۔

۴۔ نہ صرف عظیم محدث، فقیہ، مفسر اور علومِ اسلامیہ کے امامانِ وقت بلکہ تمام عظیم مسلم فاتحین اور جرنیل جن کی تصویریں، تاریخی حُلیے کے ساتھ ہمارے سامنے آتی ہیں داڑھی کا حسن ان سب کی صورتوں میں نمایاں ہے۔ عربوں کی طرح بربر، ترک، مغل اور مختلف نسلوں کے مسلمان سلاطین جو دنیا کے مختلف براعظموں پر حکومت کرتے رہے معمولی استثناء کے ساتھ سب کے سب داڑھی کے حسن سے مالا مال تھے۔ برصغیر کی ہزار سالہ مسلم دورِ اقتدار کی تاریخ میں اکبر و جہانگیر اور اس کے بعض زوال آلودہ جانشینوں کو چھوڑ کر اسلامی حس و ذوق و شوق رکھنے والے بابر، شاہجہان، اورنگ زیب اور بہادر شاہ ظفر کے چہرے داڑھی کے حسن سے آراستہ تھے۔ مغلوں سے پہلے کے تمام سلاطین غزنی، تغلق خلجی وغیرہ داڑھی والے پرجلال بادشاہ تھے۔

۵۔ برطانوی دورِ استعمار کے آغاز کے ساتھ ہی اگرچہ "بے ریش" چہروں کی مسلم معاشرت میں کثرت ہونے لگی لیکن پھر بھی سیاست وقیادت کا جھنڈا داڑھی والے اکابر کے ہاتھ میں رہا۔ وہ جمال الدین افغانی ہوں یا محمد عبدہٗ مصری یا عبدالوہاب نجدی یا برصغیر میں مسلم قومیت کی عظمت کے بانی سر سید احمد خاں، مولانا محمد علی جوہر، مولانا حسرت موہانی، مولانا ظفر علی خاں وغیرہ مغربی علوم کے تعلیم یافتہ اکابر ہوں ان کی شرعی داڑھیاں عظمتِ اسلام کا سکہ قائم کرنے میں انقلابی کردار ادا کرتی رہی ہیں۔

۶۔ داڑھی مسلم معاشرے میں امتیازی اسلامی انفرادیت کا اظہار رہے۔ یہی وجہ ہے کہ دینی مدارس میں علماء اور طلباء داڑھی کو لازمی صفاتِ مسلم سمجھتے ہیں لیکن صرف برصغیر کی حد تک بھی داڑھی، مفکرین، ماہرین السنہ، سائنس اور دیگر علوم نو کے مستند مسلمان اساتذہ میں نمایاں رہی ہے۔ پاکستان کی موجودہ یونیورسٹیوں میں اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک پروفیسروں میں داڑھی والے

نمایاں قدر و منزلت کے مالک ملیں گے وہ بابائے اردو مولوی عبدالحق ہوں، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے عظیم خادم ڈاکٹر ضیاء الدین ہوں یا بھارت کے پہلے مسلم صدر ڈاکٹر ذاکر حسین ہوں، داڑھیاں سب کی شخصیت کا مشترکہ اظہار رہیں۔

۷۔ مسلم امتیاز سے ہٹ کر بھی داڑھی کو عالمِ انسانیت میں ہمیشہ سب سے بلند درجہ احترام حاصل ہے۔ یونان کے جملہ فلاسفر اور حکماء داڑھی والی شکلوں کے مالک تھے۔ عہد قدیم سے عہد جدید تک یورپ کے اکثر فاتحین و سلاطین بھی داڑھی والے تھے، زارِ روس، قیصرِ جرمن اور شہنشاہ برطانیہ بھی اسی طرح داڑھیاں رکھتے تھے جیسے کمال اتاترک دَور سے پہلے سلطنتِ عثمانیہ کے تمام سلاطین رکھتے تھے۔

۸۔ مذہبی لحاظ سے بھی مسلم و غیر مسلم اعمال میں داڑھی کی اہمیت مسلّم رہی ہے۔ یہودیوں کے ربی۔ عیسائیوں کے پادری، ہندوؤں کے سنیاسی، سکھوں کے گرو سب داڑھی کی عظمت کو اپنا تہذیبی نشان سمجھتے رہے ہیں اور ثقافتی طور پر برصغیر میں راجپوت بھی داڑھی کو اپنی آن بان کا مظہر سمجھتے رہے ہیں۔ جیسے اسلامی اور قبائلی دونوں لحاظ سے پاکستان کے بلوچ اور پٹھان قبائل سمجھتے ہیں۔

صرف مسلمان نہیں بلکہ آج بھی یورپ کے بہت سے نامور سائنس دان اور اہل علم و فضل داڑھیاں رکھتے آئے ہیں۔ بھارت میں نوبل پرائز یافتہ شاعر ٹیگور، بڑے فلسفی بھگوان داس بڑے سیاست دان اور برطانوی دور کی انڈین پارلیمنٹ کے مشہور صدر وٹھل بھائی پٹیل اور انڈین نیشنل کانگرس کے ایک سابق صدر پرشوتم داس ٹنڈن جیسوں کی لمبی لمبی داڑھیاں تھیں۔

۹۔ داڑھی کی عظمت کے سلسلے میں "سوشلزم ہماری معیشت ہے" کی نعرہ باز پارٹی کے لیے یہ آخری مثال بطور برہان قاطع پیش کرتا ہوں کہ اس صدی کا سب سے بڑا انقلابی مفکر کارل مارکس اینگلز اور اس کے فلسفہ سوشلزم کا پہلا عملی معمار لینن اور امریکی سامراج کو تاریخی شکست دینے والا ہوچی منہ داڑھیوں والے "مردانِ انقلاب" تھے۔

تاریخ کے اس آئینہ میں جس حیثیت سے بھی دیکھیے داڑھی انسانیت کے اس بلند مقام پر فائز ہے جہاں وہ انسانیت کی روحانی اور مادی دونوں معراجوں کو چھو لیتی ہے۔ اب داڑھی دشمن پارٹی والے خود ہی سوچیں کہ وہ داڑھی کی تذلیل کر کے اپنے آپ کو کتنی نیچی سطح پر گرا رہے ہیں اور وہ اس داڑھی کے کھیل میں کیسی ذلیل شکست کھا چکے ہیں۔

امام کا مقام رفیع، جو پارٹی یہ کہہ کر امام کی توہین کرتی ہے کہ وہ ایک غریب ہے اور دیہات

اور شہروں کی مسجدوں میں ان کی روٹیوں پر پلتا ہے وہ خدا کے عذاب کو دعوت دیتی ہے

شیعوں کے نزدیک تو امام کا مقام تو نبی اکرم کی جانشینی کا درجہ رکھتا ہے لیکن غیر شیعہ مسلمان جو تمام دنیا میں غالب تر ہیں چاروں فقہی مسلک کے اماموں میں سے کسی کے پیروکار ہیں جہاں کہیں بھی کسی فقیہ کا تصور ہے وہیں امام موجود ہے۔

مسلمانوں کے سوادِ اعظم نے ان رجالِ اکبر کو جو فقہ، حدیث، تفسیر، یا علمِ کلام یا شریعت اسلامی کی گہری تشریح سے وابستہ ہیں ان کو امام کا درجہ دیا ہے جیسے امام بخاری، امام مسلم، ائمہ اربعہ، امام غزالی، امام ابن تیمیہ اور امام فخر الدین رازی وغیرہ ہیں بلکہ مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ جیسے یگانۂ عصر اسلامی علوم کے ماہروں کو بھی امام کا درجہ حاصل ہے۔

امام کا اعزاز، ملا، مولوی، مولانا ان سب سے افضل ترین ہے جن کو بھی اسلامی تاریخ میں امام کہا گیا ہے وہ تاریخ اسلامی و انسانی کی عظیم ترین شخصیتیں رہی ہیں۔

امام کی عظمت سے بے خبر ہو کر اس مقدس لفظ کی توہین شعائرِ اسلامی کے ساتھ وہ گستاخی ہے جو مسلمان ارکان پر مشتمل کوئی جماعت اس وقت تک نہیں کر سکتی جب تک وہ ظلمت اور جہل پر مرکب کا مجموعہ نہ ہو۔

ملا کی تاریخی فضیلت

بعض لوگوں کی طرف سے اسلامی شعائر کی اہانت کی مہم میں سب سے زیادہ "ملاؤں" کو رگڑا جا رہا ہے، گویا مخالف کو ملا کہہ دینا عوام میں اس کو بے وقعت بنا دینے کے لیے کافی ہے لیکن اگر تاریخ کے آئینہ میں دیکھا جائے تو ملا کا مقام علامہ، مولانا اور مولوی سے بھی بلند ہے فضیلت کی ترتیب کے لحاظ سے امام کے بعد پہلا درجہ ملا کا ہے پھر مولوی کا پھر علامہ کا اور پھر مولانا کا آتا ہے۔ ملا ایک آفاقی خطاب ہے جو ان عالمانِ دین کو دیا گیا ہے جو لاثانی علمی حیثیت کے مالک تھے برصغیر میں ملا عبدالحکیم سیالکوٹی، ملا نظام الدین بانی سلسلہ درس نظامی، ملا جیون اور ملا محب اللہ بہاری جیسے افراد نابغۂ روزگار تھے۔ تاریخ میں اور بہت سے جینئس علماء کو ملا کے اعزاز سے نوازا گیا ہے۔ مغربی تہذیب کے عروج کے بعد ملا کا اعزاز برتر علماء کے لیے کم ہو گیا اور مسجدوں سے وابستہ غریب افراد کو ملا کہا جانے لگا اسی طرح مولوی کی اصل حیثیت کو کم تر کر دیا گیا حالانکہ نابغۂ عالم رومی مولوی ہی کہلاتے ہیں جیسا کہ اس فارسی شعر میں کہا گیا ہے۔

مثنویٔ مولوی
ہست قرآں در زبان پہلوی

جب مسلم تہذیب کا شباب تھا تو اعلیٰ ارکین علم کو قاضی کے ساتھ مولوی بھی کہا جاتا تھا۔ جس کی باقیات اب بھی مولوی عبد الحق، مولوی جسٹس مشتاق حسین اور مولوی محمد شفیع وغیرہ میں ملتی ہیں اور جس کی ایک روشن مثال ملا واحدی مرحوم تھے۔ ملاّ کے مقام کی بلندی کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ بمبئی کے پارسی قانون دان جسٹس نے اسلامی فقہ پر جو کتابیں لکھی ہیں وہ سند کا آخری مقام رکھتی ہیں اور کسی وکیل اور کسی ایڈووکیٹ کی لائبریری فقہ اسلامی پر ان کی تصانیف سے خالی نہیں ہو سکتی۔ لکھنؤ ہائی کورٹ کے مشہور جج آنند نرائن بھی ملاّ کے نام سے مشہور ہیں ان کی قانونی رولنگ اور ان کی اعلیٰ صوفیانہ اردو شاعری کو سند کا درجہ حاصل ہے۔

لکھنؤ کے جسٹس آنند نرائن ملا صرف نام کے نہیں بلکہ اپنی ذات کے بھی ملا ہیں۔ وہ ہندو کشمیریوں کی اس گوت سے تعلق رکھتے ہیں جس سے ملاّ کی عظمت دیکھ کر کشمیر کی مسلم حکمرانی کے زمانے میں ملاّ کو اپنی ذات بنا لیا تھا کیونکہ یہ عربی، فارسی کے علوم میں دستگاہ رکھنا اپنا امتیازی قومی نشان سمجھتے تھے۔

ملاّ اور مولوی کی اصل فوقیت کو چھوڑ کر آج کل کے علماء نے اگر "مولانا" کہلانے میں زیادہ فخر محسوس کیا ہے تو یہ محض ذمہ داری سے فرار ہے۔ ملاّ اور مولوی میں امتیازی علمیت کے ساتھ دین پر عمل اور روحانیت کا وجود بھی لازمی رہا ہے مگر اب اگرچہ بہت سے حقیقی علماء واقعۃً مولانا ہیں اور وہ کردار میں اسلامی راہ پر عامل ہیں اور ان میں ملاّ اور مولوی کی صفات بھی پائی جاتی ہیں مگر مولانا کے پردے میں بہت سی کالی بھیڑیں بھی کھپ جاتی ہیں جیسے خود یہ راقم الحروف ہے جو علم میں بے مایہ اور عمل میں سیاہ ہے۔ اس طرح پیپلز پارٹی کا ایک وہ واحد "مولانا" بھی ہے جو امام، ملاّ اور مولوی کی حقیقی عظمت کو جانتے ہوئے بھی کچھ افراد سے سیاسی محاذ آرائی کرتا ہوا عظیم اسلامی خطابات امام اور ملاّ کی مسلسل تذلیل کر رہا ہے اور جو نصرت بھٹو کے سر خ دوپٹے کو چادرِ حضرت زینبؓ کہہ بیٹھا ہے۔ ع

چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است!!

خلاصۂ کلام

میرے اس مضمون کا منشا سیاسی معنوں میں ایک پارٹی کی حمایت اور دوسری کی مخالفت کرنا نہیں ہے۔ میں بڑی دلسوزی اور دردمندی سے اس ضابطۂ اخلاق کی طرف مسٹر بھٹو کی پارٹی کے پروپیگنڈا بازوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں — جو اگرچہ ان کے "موجودہ" ضابطۂ اخلاق انتخابی مہم"

میں تحریر نہیں ہے مگر اسلامی تاریخ، اسلامی ثقافت اور شعائرِ اسلامی کے عظیم تر ضابطے کی لوح محفوظ میں موجود ہے۔ خدارا اس عارضی جنگ اقتدار میں مستقل اسلامی اقدار کی عمارت منہدم نہ کریں اور "بازی بازی باریش بابا ہم بازی" کا سفلانہ طریقہ اختیار نہ کریں۔ رہا یہ مسئلہ کہ قومی اتحاد کے مولانا مودودی، شاہ احمد نورانی، مفتی محمود، پروفیسر عبد الغفور، مولانا عبد الستار نیازی، پروفیسر محمد اعظم، ڈاکٹر اشتیاق حسین، مولانا عبد الحق سرحدی، پروفیسر شاہ فرید الحق وغیرہ محض داڑھیاں رکھنے کی وجہ سے اپنے مذہبی اور مغربی علوم میں امتیازی فضیلت حاصل کرنے کے باوجود ریاست کی باگ ڈور سنبھالنے کے نااہل ہیں تو کیا وہ کابینہ جو مسٹر بھٹو نے اپنے بے ریش افراد کی بنائی تھی ان سے زیادہ قابل تھی؟

اوکرے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں (ماخوذ)

پانچ سال کے بعد ــــ پھر وہی آواز

نیکوں کی روح پرور زندگی سے رشوت خوروں، سُود خوروں، شرابیوں اور زانیوں کے خوفناک انجام سے باخبر ہونے کے لیے عبرت آموز کتاب

موت کا منظر
مع
مرنے کے بعد کیا ہو گا؟

اردو ۱۵/- عربی ۳۰/- فارسی ۹۰/- انگلش ۵۰/- ایڈیشن

مُؤلّف خواجہ محمد اسلام کی دیگر مقبولِ عام کتابیں

۱۔ جنت کا منظر ۳۰ روپے ۲۔ محبوب کے حُسن و جمال کا منظر ۳۰ روپے
۳۔ حُسن پرستوں کے انجام کا منظر ۱۸ روپے ۴۔ محبوبِ خدا کی دُعائیں ۳۲ روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ اشاعتِ دینیات ۔ سعید منزل انارکلی لاہور پاکستان